فکر و اعتقاد

شیخ عبد العزیز بن باز
ترجمہ از (مولوی) سیف الرحمٰن شاہی والی

زکوٰۃ کے مسائل و احکام

مضمون ہذا سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، حفظہ اللہ کے ایک گران قدر مقالہ بحوث ھامۃ حول الزکوٰۃ کا ترجمہ ہے۔ یہ ریاض سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ مجلہ "الدعوۃ" سے ماخوذ ہے۔

یہ مقالہ اگرچہ مختصر ہے اور مقلدوں کی طرح اس کی تمام جزئیات سے اتفاق کرنے میں ہمیں کچھ تردد ہے تاہم اپنے موضوع پر نہایت گراں قدر مقالہ ہے۔ اس میں دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق بعض فقہی مسائل کو نہایت احسن اسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً روپے اور نقدی کے متعلق علماء سے یہی سنتے آئے ہیں کہ ساڑھے باون روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مگر یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک تولہ چاندی کی قیمت میں تقریباً ۱۶ گنا اضافہ ہو جائے اور روپے کا نصاب حسب سابق ساڑھے باون روپے ہی ہو۔ یہ تو اس وقت کی بات ہے جب کہ ساڑھے باون روپے میں بھینس خریدی جا سکتی تھی۔ اب تو بھینس کے چمڑے کا ایک متوسط جوتا بھی دستیاب نہیں ہے۔

چنانچہ انھوں نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا ہے کہ موجودہ وقت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ آج کل چاندی کا بھاؤ تقریباً ۱۶ روپے فی تولہ ہے۔ اس حساب سے مبلغ ۸۴۰ روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

بعض لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے کچھ حیلے تراشتے ہیں اور اپنے جمع کردہ سرمایہ سے مختلف اشیا خریدتے ہیں۔ پھر کچھ منافع پر فروخت کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے انھوں نے قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا ہے کہ جو مال تجارتی نقطۂ نگاہ سے خریدا جائے خواہ حیوان ہو، اناج ہو یا مکان وغیرہ ہو سبھی کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور

مال میں جو منافع ہوگا وہ راس المال کے تابع ہوگا اور اسی پر سال کا گزرنا شرط نہیں۔

اسی طرح جو مال کسی کو قرض دیا جائے تو ایسا مال بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

بلکہ صاحبِ مال کو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ علاوہ ازیں اور کئی مسائل کو مختصراً ایک قابلِ تحسین انداز سے بیان کیا ہے۔

سیف الرحمٰن

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی اٰلہ وصحبہ۔

اما بعد، اس مضمون کا مقصد خیر خواہی اور نصیحت ہے کیونکہ فریضۂ زکوٰۃ میں اکثر مسلمان سستی اور غفلت کا شکار ہو چکے ہیں اور مشروع طریقہ کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں حالانکہ اس کی اہمیت کو سب تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ہے اور اس کے بغیر اسلام کی بنیاد قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۶ عن ابن عمر)

اسلام میں جن پانچ امور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے (۱) اللہ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار (۲) نماز کی اقامت (۳) زکوٰۃ کی ادائیگی (۴) رمضان المبارک کے روزے (۵) بیت اللہ شریف کا حج۔

فوائد زکوٰۃ - فریضہ زکوٰۃ مسلمانوں پر (اللہ کا) ایک بہت بڑا احسان ہے اور آغوشِ اسلام میں آنے والوں کا نگہبان اور محافظ ہے۔ یہ بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ اس سے نادار مسلمانوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ دولت مندوں اور محتاجوں کے درمیان محبت اور انس کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ جو اس سے احسان کرتا ہے اس سے مودت اور محبت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا ایک بنیادی اور اصل مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے طہارتِ نفس اور تزکیہ مال ہوتا ہے۔ بخل اور کنجوسی پردۂ عدم میں مستور ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب مقدس قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ آپ ان کے مال سے زکوٰۃ لیجیے (اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) نفس کی (گناہوں کی) آلودگی اور نجاست سے پاکیزگی ہوگی اور مال کا تزکیہ

بھی ہو گا (توبہ)

اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مسلمان جود و سخا کی صفت سے آراستہ ہو جاتا ہے حاجتمندوں، ناداروں سے مشفقانہ اور ہمدردانہ سلوک برتتا ہے۔ مزید برآں زکوٰۃ دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس میں اضافہ اور ترقی کا باعث بنتی ہے۔ نیز مال خرچ کرنے کے بعد اس کا بہترین معاوضہ بھی مل جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سباء)

"یعنی جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اس کا عوض بھی حاصل ہوتا ہے (کیونکہ) سب سے اچھا رزق دینے والا وہی ہے"۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ ؎

"اے ابن آدم تم (میرے راستہ میں) خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا"

علاوہ ازیں اس میں اور بے شمار فوائد مضمر ہیں۔

منکرین زکوٰۃ کو وعید۔ دوسری طرف ایسے لوگوں کے حق میں سخت وعید آئی ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی میں بخل سے کام لیتے ہیں یا سستی اور غفلت کا شکار ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (التوبۃ)

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ قیامت کے روز ان کا مال لوہے کی سلاخوں میں تبدیل کیا جائے گا اور ان سلاخوں کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر (ان سلاخوں سے) ان کے پہلو، پیشانیاں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (فرشتے انھیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہیں گے) یہ تمہارا جمع کردہ سرمایہ ہے۔ اب اس کا عذاب چکھو۔

؎ یہ الفاظ مجھے نہیں ملے۔ البتہ ترغیب جلد ۲ ص ۵۰ پر یہ الفاظ ہیں۔ انفق ینفق اللہ علیک (مترجم)

یاد رہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اس پر کنز کا اطلاق ہوتا ہے اور ایسے صاحبِ کنز کو عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ نَارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ (ترغیب جلد اول صفحہ ۵۳۶)

"یعنی جس شخص کے پاس سیم و زر ہوگا اور اس کا حق ادا نہیں کرے گا تو اس کے لیے اس کا مال لوہے کی سلاخیں بنا کر جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کا پہلو پیشانی اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ جب یہ سلاخیں سرد پڑ جائیں گی تو پھر دوبارہ گرم کر کے اسے عذاب دیا جائے گا اور ایک دن سالم یہ کارروائی جاری رہے گی۔ یہ دن کوئی معمولی نہ ہوگا بلکہ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا جب تک بندوں کا حساب کتاب کا معاملہ ختم نہیں ہوگا اس وقت تک یونہی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ جنت کا مستحق ہے تو جنت کی راہ لے گا اور اگر جہنم کا مستحق ہے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔"

پھر سید الکونین نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۵۵)

"جسے اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا کرنے میں پس و پیش کیا تو اس کا مال قیامت کے روز ایک گنجے سانپ کی شکل میں نمودار ہوگا اس کے سر پر دو نشان ہوں گے، وہ اس کے گلے میں لپٹ جائے گا۔ پھر اس کے جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔"

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران)

"جو لوگ اللہ کے دیے ہوئے مال میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر مت خیال کریں وہ تو ان کے حق میں سراسر مضر اور نقصان دہ ہے کیونکہ جس مال پر وہ بخل کرتے ہیں وہ قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق ہو گا"

زکوٰۃ کن چیزوں پر واجب ہے۔ زکوٰۃ چار قسم کے مال پر واجب ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ زمین کی پیداوار خواہ غلہ ہو یا پھل ۔ ۲۔ باہر چرنے والے چوپائے ۔ ۳۔ سونا اور چاندی ۔ ۴۔ سامانِ تجارت۔

ان چاروں میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر ہے۔ اگر مال نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اناج اور پھلوں کا نصاب پانچ وسق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے صاع کے حساب سے ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، کھجور، منقٰی، گندم، چاول اور جو وغیرہ میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے تین سو صاع میں زکوٰۃ واجب ہوتی تھی۔

ایک صاع کی مقدار ایک متوسط آدمی کے چار ہاتھ جب کہ دونوں ہاتھ بھر کر اناج کا حساب لگایا جائے (ہمارے ملک پاکستان کے حساب سے پانچ وسق تقریباً ۲۰ من ہوتا ہے) رہا معاملہ اونٹ گائے اور بکری کے نصاب کا تو اس کی تفصیل کے لیے حدیث کی طرف رجوع کیجیے۔ مال زکوٰۃ کے مصارف اہلِ علم سے دریافت کر لیجیے۔ یہاں پر اختصار پیش نظر ہے ورنہ ضرور بیان کرتا۔

سیم و زر کا نصاب ۔ رہا سونے چاندی کے نصاب کا معاملہ تو اس کی تفصیل یوں ہے چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے۔ سعودی عرب کے سکے کے لحاظ سے ۵۶ ریال پر زکوٰۃ واجب ہو گی (لیکن پاکستانی سکے کے حساب سے ساڑھے باون تولے چاندی کی مروجہ قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ معاف ہے)

سونے کا نصاب ۔ ۲۰ مثقال ہے۔ اس کی مقدار سعودی گنی کے لحاظ سے ۱۱ گنیاں ہے۔ اس میں چالیسواں حصہ مقرر ہے لیکن یہ اس آدمی پر ہے جو ان دونوں میں سے ایک یا

دونوں مل کر نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ مال مذکور ایک سال تک اس کے پاس پڑا رہے۔ پھر اسی مال سے جو منافع ہوگا وہ اصل کے تابع ہوگا۔ اس کے لیے سال گزرنے کی شرط نہیں۔ جس طرح باہر چرنے والے مویشیوں کے بچے زکوٰۃ کے معاملہ میں اصل کے ساتھ ملحق ہوں گے۔ ان کے لیے علیحدہ سال گزرنے کی شرط نہیں جبکہ اصل مال زکوٰۃ کی حد تک پہنچ چکا ہو۔

سونا چاندی اور نوٹ جن سے لوگ لین دین کرتے ہیں ان سب کا ایک ہی حکم ہے خواہ اسے دینار کہیں یا درہم سے موسوم کریں یا ڈالر وغیرہ کے لفظ سے تعبیر کریں۔ ہاں البتہ ان کی قیمت سونا چاندی کے نصاب تک پہنچنا ضروری ہے اور ایک سال گزرنے کی بھی شرط ہے۔

سونا چاندی کے زیورات کا حکم۔ عورتوں کے زیورات جو سونا چاندی کے بنے ہوں ان کا حکم نقدی کا ہے بشرطیکہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان پر ایک سال کامل گزر جائے تو ایسی صورت میں ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے بنائے ہوں یا کسی کو عاریۃً دینے کی غرض سے تیار کیے گئے ہوں۔ ایسی صورت میں علماء کا راجح مذہب یہی ہے کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں عموم ہے۔ آپ کا فرمان اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے ایک عورت کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو اس سے دریافت کیا۔

اَتُعْطِیْنَ زَکوٰۃَ ھٰذَا۔ قَالَتْ لَا۔ قَالَ اَیَسُرُّکِ اَنْ یُّسَوِّرَکِ اللّٰہُ بِھِمَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سِوَارَیْنِ مِنْ نَارٍ۔ فَاَلْقَتْھُمَا وَقَالَتْ ھُمَا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ (ابوداؤد۔ نسائی)

"کیا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے ان کے بدلے دو آگ کے کنگن پہنائے۔ یہ سن کر اس نے دونوں کنگن اتار کر پھینک دیئے اور کہا ان پر میرا کوئی حق نہیں۔"

۱؎ لیکن مجھے اس میں تردد ہے کیونکہ اگر سونا چاندی دونوں کو ملا کر نصاب کی حد تک پہنچنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی تو حضور اکرمؐ سونا اور چاندی کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر نہ فرماتے (مترجم)

یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہو چکے ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ سونے کا ہار پہنا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ کنز ہے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا جو مال زکوٰۃ کے نصاب تک پہنچ جائے پھر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو اس پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۶۰)

اس مفہوم کی اور بھی احادیث مذکور ہیں۔

مالِ تجارت کا حکم۔ اب رہا معاملہ عروض کا تو اس سے مراد ہر وہ سامان ہے جو تجارت کی غرض سے خریدا جائے۔ اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس کی قیمت کا حساب لگا کر چالیسواں حصہ نکالا جائے خواہ موجودہ وقت اس کی قیمت کے برابر ہو یا کم و بیش ہو (یعنی زکوٰۃ موجودہ مالیت پر لگے گی کیونکہ اس سلسلے میں حدیث مذکور ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِيْ نُعِدُّهُ لِلْبَيْعِ (ابو داؤد)

"یعنی آپ کا حکم تھا کہ جو سامان ہم نے تجارت کی غرض سے رکھا ہوا ہے اس سے زکوٰۃ ادا کریں۔"

ایسی زمین، مکان، موٹر کاریں اور پانی کی بلند ٹینکیاں جو تجارت کی غرض سے ہوں سبھی پر اس حکم کا اطلاق ہوتا ہے۔

لیکن ایسی عمارتیں جو کرایہ پر دینے کی غرض سے تعمیر کی جائیں اور ان سے تجارت مقصود نہ ہو تو ایسی صورت میں کرایہ میں زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ اسی طرح پرائیویٹ موٹریں اور ٹیکسیاں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ وہ تجارتی نقطۂ نگاہ سے نہیں خریدی گئیں بلکہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے خریدی گئی ہیں۔ ہاں البتہ موٹر والے کی اجرت یا کرایہ جب حد نصاب تک پہنچ جائے تو کرایہ میں زکوٰۃ واجب ہوگی جب کہ اس پر ایک سال گزر جائے۔ خواہ اس نے یہ روپیہ اپنے نان نفقہ یا شادی کی غرض سے رکھا ہو۔ یا زمین خریدنے یا کسی کا قرض ادا کرنے کی غرض سے روپیہ اکٹھا کیا ہو کیونکہ شرعی دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور قرض سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

اسی طرح یتیموں اور پاگلوں کے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے بشرطیکہ نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور ایک سال گزر جائے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے۔ یہ کام ان کے سرپرستوں کے ذمہ ہوگا۔ جب زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی نیت کریں اور سال کے اختتام پر ان کے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی جانب بھیجتے وقت فرمایا تھا۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ إِلَى فُقَرَائِهِمْ (مشکوٰۃ ص۱۵۵)

"اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں زکوٰۃ واجب ٹھہرائی ہے جو سرمایہ داروں سے لے کر ان کے ناداروں اور فقراء میں تقسیم کی جائے۔

آدابِ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے کسی غیر مستحق کو دینا جائز نہیں۔ اس سے کوئی ذاتی مفاد حاصل نہ کرے۔ کسی کی تکلیف سے بچاؤ کی خاطر بھی اسے نہ دے اور اپنے مال کی حفاظت اور مذمت سے ڈرتے ہوئے کسی غیر مستحق کو نہ دے بلکہ مسلمان کو چاہیے کہ زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرے۔ اس لیے کہ وہ اس کے حقدار ہیں۔ ان سے کوئی ذاتی غرض وابستہ ہرگز نہ ہو، جب زکوٰۃ ادا کرے تو دل میں تنگی اور بخل محسوس نہ کرے بلکہ خوشی خوشی ادا کرے اور اس سے صرف اللہ کی رضا جوئی مقصود ہو تاکہ اس کا فرض ادا ہو جائے اور اجر عظیم کا مستحق ہو۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (التوبۃ)

زکوٰۃ تو صرف ان لوگوں کا حق ہے جو فقیر ہوں، مسکین ہوں، زکوٰۃ کی وصولی پہ مامور ہوں، نو مسلم ہوں جن کی تالیفِ قلوب مقصود ہو، بے گناہ قیدی جن کی رہائی مقصود ہو، مقروض ہوں یا مسافر ہوں۔ مزید براں اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کو ان دو ناموں پر ختم کرنے میں بندوں کو تنبیہ ہے کہ وہ اپنے بندوں